السياسية المدنيه

ووٹ، ووٹر اور امیدوار کی شرعی حیثیت

(مولانا) ظفریاب رفیقدار الافتاء جامعۃ المرکز الاسلامی بنوں

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بابت کہ الیکشن (انتخابات) میں ووٹ اور ووٹر کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ نیز ووٹ نہ ڈالنے (چھپانے) کی صورت میں گناہ عائد ہوگی یا نہیں۔ اور کیا 1973ء کے دفعات تمام دینی تھیں؟

الجواب وباللہ التوفیق

"انتخابات میں ووٹ، ووٹر اور امیدوار کی شرعی حیثیت":۔

اسلام کا ایک یہ بھی معجزہ ہے کہ مسلمانوں کی پوری جماعت کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہوتی۔ ہر زمانہ اور ہر جگہ کچھ لوگ حق پر سختی سے قائم رہتے ہیں۔ جن کو اپنے ہر کام میں حلال وحرام کی فکر اور خدا اور رسول کی رضا جوئی پیش نظر رہتی ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ "آپ نصیحت کی بات کہتے ہیں۔ کیونکہ نصیحت مسلمانوں کو نفع دیتی ہے۔"

امیدوار بننا:۔

کسی مجلس کی ممبری کے انتخابات جو امیدوار کی حیثیت سے کھڑا ہو گویا پوری ملت کے سامنے دو چیزوں کا مدعی ہے۔ ایک یہ کہ وہ کام کی قابلیت رکھتا ہے۔ جس کا امیدوار ہے دوسرے یہ کہ وہ دیانت داری سے اس کام کو انجام دے گا۔ اب اگر واقع میں وہ اپنے اس دعوٰی میں سچا ہے یعنی قابلیت رکھتا ہے۔ اور امانت ودیانت کے ساتھ قوم کی خدمت کے جذبے سے اس میدان میں آیا۔ تو اس کا یہ عمل کسی حد تک درست ہے۔ اور بہتر طریق اس کا یہ ہے کہ کوئی شخص خود مدعی بن کر کھڑا نہ ہو بلکہ مسلمانوں کی کوئی جماعت اس کو اس کام کا اہل سمجھ کر نامزد کردے اور جس شخص میں اس کام کی صلاحیت نہیں وہ اگر امیدوار ہو کر کھڑا ہو تو قوم کا غدار اور خائن ہے۔ اس کا ممبری میں کامیاب ہونا ملک اور ملت کے لئے خرابی ہے۔ لہٰذا اگر اس کو کچھ آخرت کی بھی فکر ہوگی تو اس میدان میں آنے سے پہلے خود اپنا جائزہ لے لے۔ کہ آیا وہ اس کام کا قابل ہے یا نہیں۔

ووٹ اور ووٹر:۔

کسی امیدوار ممبری کو ووٹ دینے کی از روئے قرآن وحدیث چند حیثیتیں ہیں۔ ایک حیثیت شہادت کی ہے۔ ووٹر جس شخص کو اپنا ووٹ دے رہا ہے اس کی متعلق اس کی شہادت دے رہا ہے کہ یہ شخص اس کام کی قابلیت بھی رکھتا ہے۔ اور دیانت اور امانت بھی اور اگر واقع میں اس شخص کے اندر یہ صفات نہیں ہیں۔ اور ووٹر یہ جانتے ہوئے اس کو ووٹ دیتا ہے تو وہ ایک جھوٹی شہادت ہے جو سخت کبیرہ گناہ

ہے۔ اور وبال دنیا و آخرت ہے ۔صحیح بخاری کی حدیث میں رسول صلعم نے شہادت کا ذبہ کو شرک کے ساتھ کبائر میں شمار کیا ہے۔(مشکوٰۃ) اور ایک دوسری حدیث میں جھوٹی شہادت کو اکبر کبائر فرمایا ہے۔(بخاری و مسلم) جس حلقے میں چند امیدوار کھڑے ہوں اور ووٹروں کو یہ معلوم ہے کہ قابلیت اور دیانت کے اعتبار سے فلاں آدمی قابل ترجیح ہے۔تو اس کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو ووٹ دینا اس اکبر کبائر میں اپنے آپ کو مبتلا کرنا ہے۔اب ووٹ دینے والا اپنی آخرت اور انجام کو دیکھ کر ووٹ دے محض رسمی مروت یا کسی طمع وخوف کی شفاعت یعنی سفارش کی بنا پر نہ دے کہ ووٹر اس کو اس کی نمائندگی کی سفارش کے بارے میں قرآن کریم کا یہ ارشاد ہر ووٹر کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے جو شخص اچھی سفارش کرتا ہے۔اس میں اس کو بھی حصہ ملتا ہے۔اور بری سفارش کرتا ہے۔تو اس کی برائی میں اس کا بھی حصہ لگتا ہے۔اچھی سفارش یہی ہے۔کہ قابل اور دیانت دار آدمی کی سفارش کرے جو خلق خدا کے حقوق صحیح طور پر ادا کرے اور بری سفارش یہ ہے کہ نااہل نالائق فاسق ظالم کی سفارش کرکے اس کو خلق خدا پر مسلط کرے اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے ووٹوں سے کامیاب ہونے والا امیدوار اپنے 5 سالہ دور میں جو نیک یا بد عمل کرے گا ہم اس کے شریک سمجھے جائیں گے۔ووٹر کی ایک تیسری حیثیت وکالت کی ہے۔کہ ووٹ دینے والا اس امیدوار کو اپنا نمائندہ اور وکیل بناتا ہے۔لیکن اگر یہ وکالت اس کے شخصی حق کے متعلق ہوتی اور اس کا نفع ونقصان صرف اس کی ذات کو پہنچتا اور اس کا یہ خود دار ہوتا مگر یہاں ایسا نہیں کیوں کہ یہ وکالت ایسے حقوق کے متعلق ہے۔جن میں اس کے ساتھ پوری قوم شریک ہے۔اس لئے اگر کسی نااہل کو اپنی نمائندگی کے لئے ووٹ دیکر کامیاب بنایا جائے تو پوری قوم حقوق پامال کرنے کا گناہ بھی اس کے گردن پر رہا، خلاصہ یہ ہے۔کہ ہمارا ووٹ تین حیثیتیں رکھتا ہے ایک شہادت دوسرے سفارش تیسرے حقوق مشترکہ میں وکالت تینوں حیثیتوں میں جس طرح نیک صالح قابل آدمی کو ووٹ دینا موجب ثواب عظیم ہے۔اور اس کے ثمرات اسی کو ملنے والے ہیں۔اسی طرح نااہل یا غیر متدین شخص کو ووٹ دینا جھوٹی شہادت بھی ہے۔اور بری سفارش بھی اور ناجائز وکالت بھی اور اس کے تباہ کن ثمرات بھی اس کے نامہ اعمال میں لکھے جائیں گے۔مذکورہ الصدر بیان میں جس طرح قرآن وسنت کی رو سے واضح ہوا کہ نااہل ظالم فاسق اور غلط آدمی کو ووٹ دینا گناہ عظیم ہے اسی طرح ایک اچھے نیک اور قابل آدمی کو ووٹ دینا ثواب عظیم ہے۔بلکہ ایک فریضہ شرعی ہے قرآن حکیم نے جیسے جھوٹی شہادت کو حرام قرار دیا ہے۔اسی طرح سچی شہادت کو واجب ولازم بھی فرمایا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔"کونوا قوامین اللہ شھداء بالقسط" اور دوسری جگہ ارشاد ہے کہ کونوا قوامین بالقسط شھداء للہ۔ان دونوں آیتوں میں مسلمانوں پر فرض کیا ہے۔کہ سچی شہادت سے جان نہ چرائیں اللہ کے لئے ادائیگی شہادت کے واسطے کھڑے ہوجائیں تیسری جگہ سورۃ طلاق میں ارشاد ہے۔"واقیمو الشھادۃ للہ: یعنی اللہ کے لئے سچی شہادت کو قائم کرو: ایک آیت میں یہ ارشاد فرمایا کہ سچی شہادت کا چھپانا حرام اور گناہ ہے ارشاد ہے ولا تکتموا الشھادت ومن یکتمھا فانہ اثم قلبہ: یعنی شہادت کو نہ چھپاؤ اور جو چھپائے گا اس کا دل گناہ گار ہے ان تمام آیات نے مسلمانوں پر یہ فریضہ عائد کردیا ہے کہ سچی گواہی سے جان نہ چرائیں ضرور ادا کریں آج جو خرابیاں انتخابات میں پیش آرہی ہیں۔ان کی بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ نیک صالح حضرات عموماً ووٹ دینے ہی سے گریز کرنے لگے

جس کالازمی نتیجہ وہ ہوا جو مشاہدہ میں آرہا ہے کہ ووٹ عموماً ان لوگوں کے آتے ہیں جو چند ٹکوں میں خرید لئے جاتے ہیں اوران لوگوں کے ووٹوں سے جو نمائندے پوری قوم پر مسلط ہوتے ہیں۔وہ ظاہر ہے کہ کسی قماش اور کس کردار کے لوگ ہوں گے اس لئے جس حلقہ میں کوئی بھی امیدوار قابل اور نیک معلوم ہو اسے ووٹ دینے سے گریز کرنے بھی شرعی جرم اور پوری قوم وملت پر ظلم کا مترادف ہے۔اور اگرکسی بھی حلقہ میں کوئی بھی امیدوار صحیح معنی میں قابل اور دیانت دار نہ معلوم ہو مگر ان میں سے کوئی ایک صلاحیت کار اور خداترسی کے اصول پر دوسروں کی نسبت سے غنیمت ہو تو تقلیل شر اور تقلیل ظلم کی نیت سے اس کو بھی ووٹ دے دینا جائز بلکہ مستحق ہے جیسا کہ نجاست کے پورے ازالہ پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں تقلیل نجاست کو اور پورے ظلم کو دفع کرنے کا اختیار نہ ہونے کی صورت میں تقلیل ظلم کو فقہاء کرام نے تجویز فرمایا ہے۔(جدید فقہی مسائل ص ۲۶۵)

ووٹ بحیثیت بیعت مراسلہ:۔

نیز ان سب کے علاوہ ووٹ کی حیثیت ووٹ بحیثیت بیعت مراسلہ سیاسی بیعت کی ہے۔کہ وہ ووٹ کے ذریعہ متعلقہ امیدوار کو وکیل بناتا ہے۔کہ وہ اس کی طرف سے سربراہ مملکت کا انتخاب کرے بیعت کے لئے ضروری نہیں کہ ہاتھ ہی سے بیعت کی جائے چنانچہ امام بخاریؒ نے عبداللہ بن دینارؒ سے دوسندوں سے روایت کیا ہے۔کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے عبدالملک بن مروان سے بذریعہ مراسلت بیعت کی ہے ابن عمرؓ نے اس روایت میں اپنی طرف سے سمع وطاعت کا اقرار کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ میرے بچوں نے بھی اس کا قرار کیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ بات کافی ہے کہ امیر کسی کو بیعت کے لئے وکیل بنائے یا بیعت کرنے والا کسی کو بطور وکیل بھیجے کہ وہ اسی کی طرف سے اظہار وفاداری کرے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ عبادہ بن صامتؓ کو اپنی طرف سے بیعت لینے کا حکم فرمایا تھا۔اس سے معلوم ہوا کہ اپنے حق رائے دہی کے استعمال کی حیثیت بڑی نازک اور اہم ہے۔ایک شخص کو غیر مفید سمجھنے کے باوجود اس کو ووٹ دینا شہادت اور جھوٹا مشورہ،غلط سفارش اور متعدد گناہوں کا حامل ہے۔صالح شخص کو ووٹ دینا ظالم کو ظلم سے روکنے کے مترادف ہے اور ذلت سے بچنے کی کوشش ہے۔اپنے ووٹ کو استعمال کرنا شرعاً ضروری ہے۔پہلی غلط فہمی تو سیدھے سادے لوگوں میں اپنی طبعی شرافت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔اس کا منشاء اتنا بڑا نہیں لیکن نتائج بہت برے ہیں وہ غلط فہمی یہ ہے کہ آج کی سیاست مکرو فریب کا دوسرا نام ہے اسی لئے شریف آدمیوں کو نہ سیاست میں کوئی حصہ لینا چاہئے نہ اکثر الیکشن میں کھڑا ہونا چاہئے اور نہ ووٹ ڈالنے کے خرخشے میں پڑنا چاہئے۔یہ غلط فہمی خواہ کتنی نیک نیتی کے ساتھ پیدا ہوئی ہو لیکن بہرحال غلط ہے اور ملک وملت کے لئے سخت مضر ہے ماضی میں ہماری سیاست بلاشبہ مفاد پرست لوگوں کے ہاتھوں گندگی کا ایک تالاب بن چکی ہے۔لیکن جب تک کچھ صاف ستھرے لوگ اسے پاک کرنے کے لئے آگے نہیں بڑھیں گے اس گندگی میں اضافہ ہی ہوتا چلا جائے گا۔اور پھر ایک نہ ایک دن یہ نجاست خود ان کے گھروں تک پہنچ کر رہے گی لہٰذا عقل مندی کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ سیاست کی اس گندگی کو دور دور سے برا کہا جاتا رہے بلکہ عقل مندی کا تقاضا یہ ہے کہ سیاست کے میدان کو ان لوگوں کے ہاتھ سے چھیننے کی کوشش کی جائے جو مسلسل اسے گندا کر رہے ہیں۔حضرت ابوبکر صدیقؓ

سے روایت ہے کہ سرورکونین ﷺ نے ارشاد فرمایا الناس اذا رؤالظالم فلم یأخذوا علی ید یہ أو شك ان یعمھم اللہ بعقاب۔ (جمع الفوائد ج ۲ ص ۵۱ بحوالہ ابوداؤدو ترمذی) ترجمہ:۔ اگر لوگ ظالم کو دیکھ کر اس کا ہاتھ نہ پکڑیں تو کچھ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنا عذاب عام نازل فرمائیں۔ اگر آپ کھلی آنکھوں دیکھ رہے ہیں۔ کہ ظلم ہورہا ہے اور انتخابات میں سرگرم حصہ لے کر اس ظلم کو کسی نہ کسی درجے میں مٹانا آپ کی قدرت میں ہے۔ تو اس حدیث کی رو سے یہ آپ کا فرض ہے کہ خاموش بیٹھنے کے بجائے ظالم کا ہاتھ پکڑ کر اس ظلم کو روکنے کی مقدور بھر کوشش کریں۔ بہت سے دین دار لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم اپنا ووٹ استعمال نہیں کریں گے تو اس سے کیا نقصان ہوگا لیکن سنئے کہ سرکار دو عالم ﷺ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ حضرت سہل بن حنیفؓ سے مسند احمد میں روایت ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''من اذل عندہ مؤمن فلم ینصرہ وھو یقدر علی ان ینصرہٗ اذلہ اللہ علی رؤس الخلائق'' جس شخص کے سامنے کسی مومن کو ذلیل کیا جارہا ہے اور وہ اس کی مدد کرنے پر قدرت رکھنے کے باوجود مدد نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے میدان میں بر سر عام رسوا کرے گا۔

ووٹ نہ دینے کی شرعی مفاسد اور عقیم نتائج:۔

ووٹ نہ دینا حرام ہے: شرعی نقطہ نظر سے ووٹ کی حیثیت شہادت اور گواہی کی سی ہے اور جس طرح جھوٹی گواہی دینا حرام اور ناجائز ہے اسی طرح ضرورت کے موقع پر شہادت کو چھپانا بھی حرام ہے قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ ''ولا تکتموا الشھادۃ ومن یکتمھا فانہ اثم قلبہ'' اور تم گواہی کو نہ چھپاؤ اور جو شخص گواہی کو چھپائے اس کا دل گناہ گار ہے۔ اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ''من کتم شھادۃ اذا دعی الیھا کان کمن شھد بالزور'' جس کو شہادت کیلئے بلایا جائے پھر وہ اسے چھپائے ایسا ہے جیسے جھوٹی گواہی دینے والا۔ بلکہ گواہی دینے کے لئے تو اسلام نے اس بات کو پسند کیا ہے کہ کسی کے مطالبہ کرنے سے پہلے ہی انسان اپنا یہ فریضہ ادا کردے اور اس میں کسی دعوت یا ترغیب کا انتظام بھی نہ کرے حضرت زید بن خالدؓ سے روایت ہیں۔ کہ محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا! الا آخبر کم بخیر الشھداء الذی یا تی بشھادۃِ قبل ان یسألھا۔ کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ بہترین گواہ کون ہے۔ وہ شخص ہے جو اپنی گواہی کسی کے مطالبہ کرنے سے پہلے ہی اداء کردے۔ ووٹ بھی بلاشبہ ایک شہادت ہے۔ قرآن وسنت کے یہ تمام احکام اس پر بھی جاری ہی ہوتے ہیں، لہٰذا ووٹ کو محفوظ رکھنا دینداری کا تقاضا نہیں اس کا زیادہ سے زیادہ صحیح استعمال کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ یوں بھی سوچنے کی بات ہے۔ کہ اگر شریف، دیانت دار اور معتدل مزاج لوگ انتخابات کے تمام معاملات سے بالکل یکسو ہو کر بیٹھ جائیں تو اس کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے۔ کہ وہ یہ پورا میدان شریروں، فتنہ پردازوں اور بے دین افراد کے ہاتھوں میں سونپ رہے ہیں، ایسی صورت میں کبھی بھی یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ حکومت نیک اور اہلیت رکھنے والے افراد کے ہاتھ میں آئے۔ اگر دین دار لوگ سیاست سے اتنے بے تعلق ہو کر رہ جائیں تو پھر انہیں ملک کی دینی اور اخلاقی تباہی کا شکوہ کرنے کا بھی کوئی حق نہیں پہنچتا کیونکہ اس کے ذمہ دار وہ خود ہوں گے اور ان کے احکام کا سارا عذاب وثواب ان ہی کی گردن پر ہوگا اور خود ان کی آنے والی نسلیں اس شر وفساد سے کسی طرح محفوظ نہیں رہ سکیں گے جس پر بند باندھنے کی انہوں نے کوئی کوشش نہیں کی۔

انتخابات خالص دنیاوی معاملہ نہیں :۔

انتخابات کے سلسلے میں ایک دوسری غلط فہمی پہلی سے زیادہ سنگین ہے۔ چونکہ دین کو لوگوں نے نہ صرف نماز، روزے کی حد تک محدود سمجھ لیا ہے اس لئے سیاست ومعیشت کے کاروبار کو وہ دین سے بالکل الگ تصور کر کے یہ سمجھتے ہیں۔ کہ یہ سارے معاملات دین کی گرفت سے بالکل آزاد ہیں۔ چنانچہ بہت سے لوگ ایسے بھی دیکھے گئے ہیں جو اپنی نجی زندگی میں نماز، روزے اور وظائف واوراد تک کے پابند ہوتے ہیں۔ لیکن نہ انہیں خرید وفروخت کے معاملات میں حلال وحرام کی فکر ہوتی ہے نہ وہ نکاح وطلاق اور برادریوں کے تعلقات میں دین کے احکام کی کوئی پروا کرتے ہیں۔ ایسے لوگ انتخابات کو بھی ایک خالص دنیاوی معاملہ سمجھ کر اسمیں مختلف قسم کی بدعنوانیوں کو گوارا کر لیتے ہیں۔ اور یہ نہیں سمجھتے کہ ان سے کوئی بڑا گناہ سرزد ہوا ہے۔ چنانچہ بہت سے لوگ اپنا ووٹ اپنی دیانت دارانہ رائے کے بجائے محض ذاتی تعلقات کی بنیاد پر کسی نااہل کو دے دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ دل میں خوب جانتے ہیں۔ کہ جس شخص کو ووٹ دیا جارہا ہے۔ وہ اس کا اہل نہیں یا اس کے مقابلے میں کوئی دوسرا شخص اس کا زیادہ حق دار ہے۔ لیکن صرف دوستی کے تعلق، برادری کے رشتے یا ظاہری لحاظ ومروت سے متاثر ہو کر وہ اپنے ووٹ کو غلط جگہ استعمال کر لیتے ہیں۔ اور کبھی خیال میں بھی نہیں آتا کہ شرعی ودینی لحاظ سے انہوں نے کتنے بڑے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ (فقہی مقالات ص ۲۸۵ تا ۲۸۹ ج ۲)

"1973ء میں ملک کی اسلامی دفعات"

1973ء میں ملک کی سیاسی حکومت نے حزب احتلاف کے اتفاق سے ملک کے لئے جو آئین وضع کیا اس کی اسلامی دفعات درج ذیل ہیں۔

(۱) دستور کے ابتدائیہ میں درج ہے۔ کہ پوری کائنات کی حاکمیت بلاشرکت غیر اللہ تعالیٰ کی ذات کو حاصل ہے۔ اور پاکستان کے عوام قرآن وسنت کی حدود میں رہتے ہوئے حاکمیت کے اس حق کو نیابتا استعمال میں لائیں گے۔

(2) دستور میں ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھا گیا ہے۔

(3) پہلی مرتبہ صراحت کی گئی کہ پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام ہوگا۔

(4) دستور میں وزیر اعظم اور صدر دونوں ہی کے لئے مسلمان ہونا لازمی قرار دیا گیا ہے۔

(5) دستور کی رو سے صدر مملکت وزیر اعظم وزراء، پارلمینٹ کے دونون ایوانوں کے سربراہوں صوبائی گورنروں، وزرائے اعلیٰ اور پارلمینٹ اور صوبائی مرکزی اسمبلی کے اراکین کا حلف وفاداری میں خدا کی وحدت پر نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت پر تمام آسمانی کتابوں اور قرآن پاک پر جو کہ آخری کتاب اللہ ہے۔ یوم آخرت اور قرآن وحدیث کی عائد کردہ دیگر حدود پر یقین کامل لانا ضروری ہے علاوہ ازیں اس امر کا عہد بھی کرنا پڑتا ہے کہ میں ہمیشہ اسلامی نظریہ حیات کے لئے کوشاں رہوں گا کیونکہ یہ نظریہ پاکستان کی اساس ہے۔

(6) 1974ء میں قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کی بناء پر انہیں غیر مسلم قرار دینے کے لئے زبردست عوامی تحریک چلی جس کے نتیجے میں دوسری ترمیم کی گئی جس میں کہا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص رسول کریم ﷺ کے بعد کسی بھی قسم نبوت کا دعویٰ کرتا ہے یا ایسے دعویدار کو کوئی شخص نبی یا دینی مصلح کی

حیثیت سے تسلیم کرتا ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اپنی دعوٰں اور نظریات کی بنا پر لاہوری اور قادیانی احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا ہے۔

(7) دستور میں اس امر کی صراحت کی گئی ہے کہ ملک میں قرآن وسنت کے منافی کوئی قانون وضع نہیں کیا جائے گا اور مروجہ قوانین کو بتدریج قرآن وسنت کے ساتھ ہم آہنگ کر دیا جائے۔

(8) دستور میں عہد کیا گیا کہ مسلمانان پاکستان کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگیوں کو قرآن کے مطابق ڈالنے کے قابل بنایا جائے گا

(9) دستور کے تحت آزادی، مساوات، رواداری اور معاشرتی انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے اسلامی اُصول رائج کئے جائیں گے۔

(10) دستور کی رو سے حکومت کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ قرآن پاک اور اسلامی تعلیمات کی اشاعت کا انتظام وانصرام کرے

(11) دستور کی شق ۳۱ کے تحت غلطی سے مبرّا قرآن پاک کی طباعت کو حکومت کے فرائض میں شامل کیا گیا ہے نیز حکومت عربی زبانی کی ترقی وترویج کی سہولیات بہم پہنچائے گی۔

(12) دستور میں طے کیا گیا ہے کہ حکومت زکوٰۃ واوقاف اور مساجد کے انتظام وانصرام کو مؤثر بنائے گی۔

(13) دستور میں عصمت فروشی، قمار بازی، شراب نوشی، فحش لٹریچر کی اشاعت وفروخت کی ممانعت کر دی گئی۔

(14) اس امر کا عہد کیا گیا کہ ربا (سود) کی لعنت کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔

(15) دستور میں اقلیتوں کے حقوق اور جائز مفادات کو تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔

(16) دستور میں اس امر کا اظہار کیا گیا کہ مسلم ممالک کے ساتھ خصوصی نوعیت کے دوستانہ روابط قائم کئے جائیں گے۔

(17) دستور کی شق ۲۲۷ کے تحت حکومت کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ نفاذ دستور کے نوے دن کے اندر اندر اسلامی نظریاتی کونسل کا قیام عمل میں لائے گی جو کم از کم اور زیادہ سے زیادہ 15 اراکین پر مشتمل ہوگی کونسل میں تمام مکاتیب فکر کے نمائندگان شامل ہوں گے کونسل کے دو اراکین کا انتخاب ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کے موجودہ یا سابقہ جج صاحبان سے کیا جائے گا اور انہی ججوں میں سے کونسل کا چیئرمین منتخب کیا جائے گا۔ مسلمانان پاکستان کی انفرادی واجتماعی زندگی کو قرآن وسنت کی روشنی میں ڈھالنے کے لئے تجاویز مرتب کرنا، صدر گورنر اور صوبائی ومرکزی اسمبلی مسائل کے حل کے لئے سفارشات طے کرنا، مروجہ قوانین کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی سفارش کرنا اسلامی نظریاتی کونسل کے فرائض میں شامل ہے۔

نوٹ:۔ قرارداد مقاصد کے علاوہ 1973ء کے ائین کی رو سے بھی لازم ہے جسکی وفاداری کا حلف ہر ممبر اسمبلی اُٹھاتا ہے اب اس حلف کے خلاف کرنا اور قران وسنت کے خلاف قانون سازی کرنا آئین پاکستان کی خلاف ورزی اور اس کے ساتھ غداری کے مترادف ہے

بشکریہ (ماہنامہ البلاغ ص ۱۰۸) صفر المظفر ۱۴۱۷ھ / جون 1997ء۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ ظفریاب
شریک درجہ تخصص سال دوم
جامعہ المرکز الاسلامی

الجواب صحیح
(مفتی) نعمت اللہ حقانی
دار الافتاء جامعہ المرکز الاسلامی